کوفہ: شہرِ غدر یا شہرِ انقلاب؟ ایک تحقیقی و تنقیدی جائزہ

Kufa: City of Anarchy or City of Revolution? An Analytical and Critical Study

ڈاکٹر زاہد علی زاہدی*
ڈاکٹر عباس حیدر**

Abstract

In this article the authors have presented a new dimension of the history of Kufa. Generally it was believed that the people of Kufa were deceiver and imposter but the authors of this article proved historically that there were at least five types of people living in Kufa. Some of them were deceiver but some of them were loyal to the Islam and the true leaders of Islam. When Imam Hussain was trying to enter Kufa he was not allowed by Ibn Ziad and he went to Karbala. More than fifty percent companions of Imam Hussain were from Kufa. The city of Kufa saw many revolutionary movements after the incident of Karbala and the people loyal to Ahlul Byte were among the supporters of those movements. In different traditions by the Holy Prophet ﷺ it is also narrated that when Imam Mehdi will reappear this city of Kufa will become his capital and headquarters. It is concluded that attributing Kufa to the deceivers is not true rather this city should be attributed to Imam Ali as he has made this city a capital of Islamic state and in some tradition it has been recognized as Haram of Ameer ul Momineen.

Keywords: *Kufa, Imam Hussain, Ahlul Byte, Ibn Zaid, Imam Mehdi.*

---

* صدر شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ کراچی۔
** لیکچرار، گورنمنٹ کالج، کورنگی کراچی۔

یوں تو تاریخ انسانی رویوں کے گرد گھومتی ہے اور انسانی معاشرے میں موجود افراد کے مجموعی رویے سے اس کی شناخت ہوتی ہے تاہم بعض اوقات کسی ایک شہر کے بعض تاریخی واقعات اس قدر شہرت حاصل کر لیتے ہیں کہ وہ اس شہر اور اس کے باسیوں کی شناخت بن جاتے ہیں جبکہ اسی شہر کے لوگوں کے دیگر رویے کہیں بھول بھلیوں میں گم ہو جاتے ہیں۔ لگتا ہے یہی کچھ شہر کوفہ کے ساتھ ہوا۔

جب زمانوں کے انقلابات کی بات کی جاتی ہے تو عمومی طور پر ان اشخاص کو سامنے لایا جاتا ہے کہ جنہوں نے تاریخ کے دھارے کو موڑا اور ایک ایسے معاشرے میں کہ جہاں ہر طرف پستی، مایوسی، ناامیدی، بزدلی اور سستی و کاہلی کا دور دورہ تھا ایک ایسا انقلاب برپا کیا کہ جس نے اس معاشرے کو بلندی، بلند حوصلگی، کامیابی اور شجاعت و حمیت سے ہمکنار کیا۔ اس حوالے سے شہر کوفہ ایک خاص اہمیت رکھتا ہے کہ جہاں مختلف ادوار میں انقلابات کا ظہور ہوا۔ ان انقلابات نے تاریخ کے دھاروں کو بدلنے میں اپنا اہم کردار ادا کیا۔ شہر کوفہ نے اپنے دامن میں ایسی عظیم شخصیات کی پرورش کی جنہوں نے زمانے میں اپنے انمٹ نشانات چھوڑے یہاں تک کہ کوفے کو شیعیان علی کا مرکز قرار دیا گیا۔

طول تاریخ میں شہر کوفہ کے لوگوں کے حوالے سے عموماً یہ بات کی جاتی ہے کہ اہل کوفہ غداری، دھوکہ دہی اور فریب کاری میں مشہور ہیں اور اس کے ثبوت میں جو حوالے دیئے جاتے ہیں وہ بھی مجموعی طور بھی اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اہل کوفے کے اسی غدارانہ رویے کو شہرت دے کر شیعیان علی کے متعلق یہ پروپیگنڈہ بھی کیا گیا کہ چونکہ شیعیان علی کا تعلق کوفے سے تھا لہٰذا انہوں نے ہی حضرت امام حسین کو خطوط لکھ کر اپنے یہاں آنے کی دعوت دی اور بعد میں اپنے اسی رویے کے زیر اثر امام حسین کو شہید کر دیا۔ اہل کوفہ کی غداری کو اس درجہ شہرت دی گئی کہ اس کے نتیجے میں وہ اہل کوفہ جن کا تعلق شیعیان علی کے ممتاز گروہ سے تھا، ان کی قربانیاں چھپ کر رہ گئیں یا انہیں نظرانداز کر دیا گیا۔ اس بات سے قطع نظر کہ اہل کوفہ غداری و فریب کاری میں مشہور ہو گئے۔ ہم تاریخی حقائق سے اپنے اس مقالے میں ان موارد کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ جہاں اسی شہر کوفہ کے خاص اشخاص زمانے کے انقلابات میں اہم کردار ادا کرتے نظر آتے ہیں اور جن کی وجہ سے شہر کوفہ کو انقلابی تحریکوں کا مرکز قرار دیا جا سکتا ہے۔

شہر کوفہ کے بارے میں یہ جاننا بھی اہم ہے کہ اسے حضرت عمر نے اپنے زمانہ خلافت میں ۱۷ ہجری میں فوجی چھاؤنی کے طور پر بسایا تھا جہاں اسلامی تاریخ میں پہلی بار پیشہ ور اور تنخواہ دار فوجی بھرتی کیے گیے تھے۔ انہوں نے اس شہر میں بسنے والے فوجی اور دیگر لوگوں کی فکری و نظریاتی تربیت کے لیے بھی اہتمام کیا تھا اور بعض لوگوں کو اس کام کے لیے مقرر کیا جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود۔ بحیثیت ایک فوجی چھاؤنی یہ شہر ہر دور میں حکومت کا وفادار رہا۔ یہاں تک کہ جب حضرت علی کی بیعت ہوئی اور وہ خلیفہ بن گئے تو یہاں کے

لوگوں نے ان کی وفاداری کا حلف اٹھایا۔ جب جنگ جمل کے لیے حضرت علی کو مدینہ سے نکلنا پڑا تو آپ نے کوفہ کو اپنا مرکز بنایا کیونکہ دوسرے فریق نے شہر بصرہ کو اپنی کاروائیوں کا مرکز بنالیا تھا۔ جنگ جمل میں حضرت علی کی کامیابی کے بعد حضرت علی کو اندیشہ ہوا کہ شام کی جانب سے لشکر کشی کے خطرات ہو سکتے ہیں پس آپ نے کوفہ کو اپنا مستقل ٹھکانہ بنالیا اور اس طرح پہلی مرتبہ دارالخلافہ مدینہ سے کوفہ منتقل ہو گیا۔ بعد ازاں آپ کے اندازے درست ثابت ہوئے اور شامی لشکر سے جنگ صفین میں آمنا سامنا ہو گیا۔ اس وقت آپ کے لشکر کا بڑا حصہ کوفہ اور بصرہ ہی سے جمع ہوا تاہم اسی جنگ میں آپ کو مسئلہ تحکیم کا سامنا کرنا پڑا اور پھر جنگ نہروان کی نوبت آپہنچی۔ ان مواقع پر اہل کوفہ نے ہی آپ کا ساتھ دیا، آپ کے ساتھ مل کر دشمنوں سے مقابلہ کیا۔ ان جنگوں میں دونوں جانب سے لاکھوں افراد کام آئے۔ بالآخر اہل کوفہ مسلسل جنگوں سے تھک گئے۔ خاص کر جنگ نہروان میں تو وہ لوگ لشکرِ علی سے برسرپیکار تھے جو کل تک خود حضرت علی کے ساتھ مل کر لشکر شام کا مقابلہ کر رہے تھے۔ جب جنگ نہروان کے بعد حضرت علی فاتح بن کر شہر کوفہ میں داخل ہوئے تو ہر دوسرے گھر سے آہ و بکار کی آواز بلند ہو رہی تھی۔ یہ وہی لوگ تھے جن کے پیارے اس جنگ میں حضرت علی اور ان کے ساتھیوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔ کل تک وہ حضرت علی کے ساتھی تھے اور آج وہ حضرت علی کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ الغرض ایک ایسی فضا قائم ہو گئی تھی جس سے کوفہ کا ماحول مکدر ہو چکا تھا۔ لوگ تھک چکے تھے اور آرام چاہتے تھے۔ لوگ اپنے کاروبار اور کھیتی باڑی اور بیوی بچوں کو وقت دینا چاہتے تھے لیکن حضرت علی ان سے مسلسل یہی مطالبہ کر رہے تھے کہ وہ حق کی خاطر ایک مرتبہ پھر میدان جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔ یہیں سے اہل کوفہ کے اندر وہ گروہ پیدا ہونا شروع ہو گیا جو مفاد پرستوں کا ٹولہ ہوتا ہے۔ جو پہلے سے موجود تھا لیکن اس کی ہمت نہیں تھی کہ وہ سامنے آئے۔ اب وہ کھل کے سامنے آنے لگے اور لوگوں میں اس طرح کا پروپیگنڈہ کرنے لگے کہ اس جنگ کا کوئی فائدہ نہیں ہے یا یہ کہ یہ تو دو خاندانوں کی جنگ ہے وغیرہ۔ ایسے میں حضرت علی ان کی مذمت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

یا أهل الكوفة أكلما أقبل منسر من مناسر أهل الشأم أغلق كل امرء بابه و انجحر فی بیته انجحار الضب و الضبع الذلیل فی وجاره؟ أف لكم! لقد لقیت منكم یوما أناجیكم و یوما أنادیكم، فلا اخوان عند النجاء، و لا أحرار عند النداء۔

"اے اہل کوفہ! کیا جب بھی کوئی شامی دستہ سامنے آئے تو تم میں سے ہر مرد اپنے گھر میں بند ہو جائے اور سوسمار اور بجو کی طرح اپنے بل میں گھس جائے اور اپنے گھر میں چھپ جائے؟ تم پر افسوس کہ میرا تم سے میل ہو گیا ہے۔ اس دن بھی جب میں تم سے کوئی راز بیان کرتا ہوں اور اس دن بھی کہ جب تمہیں پکارتا ہوں پس نہ راز کہنے کے وقت تم بھائی ہوتے ہو اور نہ سامنا ہونے پر آزاد مرد۔"(۱)

اسی طرح حضرت علی نے اہل کوفہ کا اہل شام سے موازنہ کرتے ہوئے فرمایا:

وددت أن لی بکم بکل ثمانیة منکم رجلا من أهل الشأم، وویل لهم قاتلوا مع تصبرهم علی جور، ویحکم! اخرجوا معی، ثم فرواعنی ان بدالکم، فواللہ انی لأرجو شهادة، وانها لتدور علی رأسی مع مالی من الروح العظیم فی ترک مداراتکم کماتداری البکار الغمرة، أو الثیاب المتهتکة، کلما حیصت من جانب تهتکت من جانب۔

''اے اہل عراق! میری خواہش تھی کہ تمہارے ہر آٹھ آدمی کے بدلے اہل شام میں سے ایک میرے پاس ہوتا۔ان پر افسوس کہ وہ کس صبر واستقامت کے ساتھ ظلم کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور تم پر افسوس کہ میرے ساتھ نکلتے ہو اور جب چاہتے ہو مجھ سے فرار اور گریز کر جاتے ہو۔ پس واللہ میں شہادت کا امیدوار ہوں کہ جو میرے سر پر منڈلا رہی ہے کیونکہ میرے لئے تمہیں چھوڑنا بہت بڑی راحت ہے، کیونکہ میں تمہارے ساتھ رہا ہوں جیسے ناتجربہ کار نوجوان اونٹوں کے ساتھ رہا جاتا ہے یا تم ایسے بوسیدہ لباسوں کی طرح ہو جنہیں ایک طرف سے سیا جائے تو وہ دوسری طرف سے پھٹ جاتے ہیں۔''(۲)

جب بہت زیادہ ان کی غیرت کو للکارا گیا تو آخر کار وہ اس بات پر تیار ہوئے کہ اب تو رمضان قریب ہے رمضان کے بعد ہم ایک آخری معرکہ کے لیے تیار ہو جائیں گے لیکن اسی رمضان میں مسجد کوفہ میں حضرت علی کو ضربت لگی اور پھر وہ ۲۱ رمضان کو شہید ہو گئے۔

حضرت علی کی شہادت کے بعد امام حسن کی بیعت ہو گئی بعد ازاں امام حسن اور امیر معاویہ کے درمیان کئی خطوط کے تبادلے ہوئے جو بے نتیجہ رہے یہاں تک کہ یہ خبر ملی کہ شام کی جانب سے ایک لشکر تیار ہو گیا ہے جو عنقریب کوفہ کی جانب پیش قدمی کرنے والا ہے۔امام حسن نے لوگوں کو جمع کیا کہ ایک لشکر تیار ہو کر اس کے مقابلے کے لیے نکلے۔امام حسن اہل کوفہ کو جنگ کے لیے پکارتے رہے تاہم لوگوں کی طرف سے اس کا مثبت جواب نہیں آیا۔جب عدی بن حاتم، قیس بن سعد بن عبادہ انصاری، معقل بن قیس ریاحی اور زیاد بن صعصعہ تیمی وغیرہ نے اظہار خیال کیا اور لوگوں کو ابھارا اور سستی دکھانے والوں کو ملامت کی تو خدا خدا کر کے چالیس ہزار سے ساٹھ ہزار کا لشکر تیار ہوا۔ایک موقع پر اس لشکر نے شام سے آئے ہوئے بڑے لشکر کے مقابلے میں کامیابی حاصل کی تاہم رات ہونے پر سازش شروع ہوئی اور امام حسن کے ساتھیوں کو شامیوں نے خرید لیا۔اس تبصرہ کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اہل عراق یا اہل کوفہ ہمیشہ سے علی اور اولادِ علی کے وفادار رہے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان لوگوں نے حضرت علی کے ساتھ مل کر جنگ کرنے میں بھی سستی دکھائی اور امام حسن کا ساتھ بھی بادلِ ناخواستہ دیا۔یہی وجہ ہے کہ ایک وقت وہ بھی آیا جب یہی گروہ امام حسن کے خیمے پر حملہ آور ہوا جس کے نتیجے میں امام حسن زخمی ہوئے۔

امام حسن اور امیر معاویہ کے درمیان ہونے والی صلح کے بعد امام حسن مدینہ چلے گئے اور امیر معاویہ نے کوفہ پر زیاد بن سمیہ کو مسلط کر دیا جس نے اہل کوفہ پر ظلم وستم کی انتہا کر دی۔تاہم ان مظالم کا شکار صرف اصحابِ علی ہی تھے۔عراق جانے کی مخالفت میں حضرت امام

حسین کو جن اہم اشخاص نے مشورے دیئے ان کی دلیل ایک ہی تھی کہ اہلِ کوفہ بے وفا اور عہد شکن ہیں۔ وہ پہلے تو گرم جوشی سے استقبال کرتے ہیں لیکن اس کے بعد وہ بے رُخی دکھاتے ہیں۔ ان مشورہ دینے والوں میں حضرت عبداللہ بن عباس کا نام شامل ہے۔ انہوں نے کہا:

یا ابن عم انی أتصبر و لا أصبر انی أتخوف علیک فی ھذا الوجه الھلاک و الاستئصال ان أھل العراق قوم غدر فلاتقربنھم۔

"اے چچازاد! آپ کے فراق میں خواہ کتنے ہی صبر و ضبط کا اظہار کروں لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں صبر نہیں کر سکتا کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ آپ اس سفر میں مارے جائیں گے اور آپ کے اہل و عیال قیدی بنا لیے جائیں گے اور میرے اس اندیشے کا سبب یہ ہے کہ اہل عراق وعدہ خلاف ہیں اور ان پر اطمینان نہیں کیا جا سکتا۔"(۳)

عبداللہ بن زبیر نے بھی امام حسین کو مشورہ دیا کہ وہ عراق کی طرف سفر کو ترک کر دیں لیکن حضرت امام حسین نے ان سے فرمایا:

فقال له الحسین ان أبی حدثنی أن بھا کبشا یستحل حرمتھا فما أحب أن أکون أنا ذلک الکبش۔

"میرے والد نے مجھے بتایا تھا کہ مکہ میں ایک مینڈھے کی موجودگی کی وجہ سے اس شہر کا احترام پامال ہوگا۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ مینڈھا میں بنوں۔"(۴)

محمد ابن حنفیہ نے بھی امام حسین کو عراق نہ جانے کا مشورہ دیتے ہوئے فرمایا:

یا أخی ان أھل الکوفة قد عرفت غدرھم بأبیک و أخیک ، و قد خفت أن یکون حالک کحال من مضی ، فان رأیت أن تقیم فانک أعز من بالحرم و أمنعه ،

"اے بھائی! آپ جانتے ہیں کہ کوفیوں نے آپ کے والد اور بھائی کو فریب دیا۔ مجھے خوف ہے کہ وہ آپ کے ساتھ بھی کہیں وہی سلوک نہ کریں۔ اگر آپ بہتر سمجھیں تو مکہ ہی میں رہ جائیں، کیونکہ آپ عزیز ترین افراد میں سے ہیں۔"(۵)

فرزدق شاعر نے بھی امام حسین کو عراق کی سمت سفر نہ کرنے کا مشورہ دیا اور کہا:

قلوب الناس معک و سیوفھم مع بنی أمیة۔

"(وہاں کے) لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں لیکن تلواریں بنوامیہ کے ساتھ۔"(۶)

عبداللہ بن جعفر نے مکہ سے امام حسین کی روانگی کے بعد اپنے دو بیٹوں عون اور محمد کے ذریعے ایک خط امام حسین کی خدمت میں ارسال کیا جس میں تحریر تھا کہ:

"آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ نے جس سفر کا ارادہ کیا ہے، اسے اس خط کے پہنچتے ہی ترک کر دیجئے اور فوراً مکہ واپس تشریف لے آیئے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اس سفر میں آپ مارے جائیں گے اور آپ کے اہل و عیال بے یار و مددگار رہ جائیں گے۔ آپ جو ہدایت کی نشانی اور

مومنوں کی امید ہیں آپ کے مارے جانے سے اللہ کا نور بجھ جائے گا۔ اس وقت تک سفر میں جلدی نہ کیجئے جب تک میں آپ سے نہ مل لوں۔"(۷)

امام حسین نے بھی کربلا کی سمت جاتے ہوئے اہل کوفہ کو اس بات کی جانب متوجہ کیا کہ وہ اپنے اس طرز عمل پر غور کریں کہ خود انہوں نے آپ کو متعدد خطوط لکھ کر کوفہ بلایا لہٰذا حق کا ساتھ دیں، چنانچہ شراف کے مقام پر امام حسین نے نماز عصر کے بعد حر کے لشکر کے سامنے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے لوگوں! اگر خدا سے ڈرو اور حق کو اہل حق کے لئے قبول کرو تو (تمہارا یہ عمل) اللہ کی خوشنودی کا باعث ہوگا، ہم نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کے اہل بیت، ولایت اور رہبری کے لئے ان لوگوں (بنی امیہ) سے بہتر ہیں جو ایسی چیز کے دعویدار ہیں جس کا انہیں حق نہیں ہے۔ انہوں نے ظلم و ستم اور اللہ سے دشمنی کا راستہ اپنایا ہوا ہے۔ اب اگر تمہیں انکار ہے، ہم سے منہ موڑنا چاہتے ہو، ہمارے حق سے غفلت کرنا چاہتے ہو اور اب اگر تمہاری وہ رائے نہیں ہے جسے تم نے خطوط میں لکھا تھا تو میں یہیں سے واپس چلا جاؤں گا۔"(۸)

جب امام حسین کی تقریر ختم ہوئی تو حر نے کہا کہ ہمیں ایسے خطوط کا علم نہیں۔ امام حسین نے عقبتہ بن سمعان کو حکم دیا، جس پر وہ دو تھیلے لے آئے جو اہل کوفہ کے خطوط سے بھرے ہوئے تھے، اس کے باوجود حر نے ان خطوط سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ ایک موقع پر امام حسین نے ان اہل کوفہ کو اپنے والد حضرت علی اور اپنے بھائی حضرت حسن کے ساتھ ان کے غدارانہ سلوک کو بھی یاد دلایا اور ساتھ ہی حضرت مسلم بن عقیل کے ساتھ کی جانے والی بے وفائی پر انہیں متنبہ کیا کہ ایسا کرکے تم نے خود اپنا ہی نقصان کیا ہے۔ چنانچہ امام حسین نے مقام بیضہ کے مقام پر حر کے لشکر سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"ان حالات میں مجھ تک پہنچنے والے تمہارے خطوط کا مضمون اور تمھارے قاصد کا پیغام یہ تھا کہ تم لوگوں نے اس بات پر میری بیعت کی ہے کہ نہ تم مجھے تنہا چھوڑوگے اور نہ مجھ سے بے وفائی کروگے۔ اب اگر تم اپنی بیعت پر قائم ہو، تو کامیابی اور ہدایت حاصل کروگے۔۔۔۔اب اگر تم نے مجھ سے کیے جانے والے اپنے عہد و پیمان کو توڑ دیا ہے اور میری بیعت سے انکار کیا ہے تو یہ تم کوئی نئی بات نہیں کروگے۔ تم میرے والد، میرے بھائی اور میرے چچا کے بیٹے مسلم بن عقیل کے ساتھ ایسا کر چکے ہو اور جس نے تم پر بھروسہ کیا، اس نے دھوکہ کھایا۔ یاد رکھو تم نے اپنا ہی نقصان کیا ہے اور اپنے ہی حصے کو ضائع کیا ہے۔ جو کوئی وعدہ خلافی کرتا ہے وہ خود اپنے آپ ہی کو نقصان پہنچاتا ہے۔۔۔۔" (۹)

روز عاشورا اس وقت جبکہ دونوں لشکر آمنے سامنے جنگ کے لئے تیار ہو گئے امام حسینؑ نے اہل کوفہ کے ان سر کردہ لوگوں کی نقاب کشائی کی اور باقاعدہ نام لے کر مخاطب کیا کہ جنہوں نے امام حسینؑ کو خطوط لکھے تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

یا شبث بن ربعی، یا حجار بن أبجر، یا قیس بن الأشعث، یا یزید بن الحارث، ألم تکتبوا الی أن قد أینعت الثمار و أخضر الجناب، و انما تقدم علی جند لک مجند؟

"اے شبعث بن ربعی، اے حجار بن ابجر، اے قیس بن اشعث، اے یزید بن حارث! کیا تم ہی لوگوں نے مجھے نہیں لکھا تھا کہ پھل پکنے کے قریب ہیں، درخت سرسبز و شاداب ہیں اور تیار لشکر آپ کے لئے حاضر ہے؟"(۱۰)

لیکن ان لوگوں نے اپنے غدارانہ رویہ کے سبب کہا کہ ہم نے ایسا کوئی خط آپ کو نہیں لکھا۔ روز عاشورا اس وقت کہ جب ایک لشکر دوسرے لشکر سے لڑنے کے لئے تیار ہو گیا تب امام حسینؑ نے اہل کوفہ کو ان کی وہ مشہور و معروف غداری اور بے وفائی یاد دلائی جو ان کے خمیر کا حصہ بن چکی تھی چنانچہ آپ نے ان سے سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اور اب تم ابن حرب اور اس کے پیروکاروں کے مددگار بن گئے ہو اور ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ ہاں خدا کی قسم تمہاری دھوکہ دہی اور بے وفائی مشہور ہے، یہ تمہاری جڑوں میں پیوستہ ہے، تمہاری شاخوں نے اسے وراثت میں پایا ہے، اسی کے ساتھ تمھارے دل پروان چڑھے ہیں اور اسی کو تمہارے سینے چھپائے ہوئے ہیں۔ تم بدترین پھل ہو جو اپنے باغبان کے گلے میں پھنس جاتا ہے اور غاصبوں کے لئے خوش مزہ ہوتا ہے۔ خدا کی لعنت ہو ان لوگوں پر جو مضبوط قول و قرار کے بعد اپنے وعدوں سے پھر جاتے ہیں۔ حالانکہ تم لوگوں نے عہد و پیمان پر خدا کو بھی گواہ اور ضامن قرار دیا تھا۔ خدا کی قسم تم ہی وہ (عہد و پیمان توڑنے والے) ہو۔۔۔"(۱۱)

یہاں تک کہ امام حسینؑ نے میدان شہادت میں رجز پڑھتے ہوئے بھی اہل کوفہ کے بارے میں یہ اشعار پڑھے:

کفر القوم و قدما رغبوا — عن ثواب اللہ رب الثقلین

قتلوا اقدما علیا و ابنہ — الحسن الخیر الکریم الطرفین (۱۲)

جب اسیران کربلا کا داخلہ شہر کوفہ میں ہوا تو جناب زینبؑ نے اہل کوفہ کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا کہ جس میں فرمایا:

"اے اہل کوفہ! اے مکار و اور دغا بازو! کیا ہم پر گریہ کر رہے ہو؟!! ابھی تک ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور ہماری آہ و بکا نہیں رکی۔ تمہاری مثال اس عورت کی ہے کہ جو سارا دن چرخہ پر دھاگہ بنتی رہے اور رات کو اسے ادھیڑ ڈالے۔ تم نے اسلام کی آڑ میں اپنے درمیان مکر و فریب ایجاد کیا۔ تم نے ایمان کا عہد و پیمان باندھ کر توڑ دیا۔ تم مفسد اور خود پرست ہو، کینہ پرور اور کنیزوں کی طرح چاپلوسی اور دشمنوں کے ساتھ ساز باز کرنے والے ہو۔۔۔ تمہاری مثال گندگی میں اگنے

والے سبزے کی ہے جو کھانے کے قابل نہیں رہتا اور اس چاندی کی ہے جو قیدی کی زینت ہونے کی وجہ سے قابل استفادہ نہ ہو۔۔۔۔ تم نے اپنے دامن پر رسوائی کا جو داغ لگایا ہے اسے دنیا کا کوئی پانی صاف نہیں کر سکتا اور بھلا کس طرح فرزند رسول اور سید جوانان اہل بہشت کے خون کو مٹایا جا سکتا ہے؟!!"(۱۳)

اسی طرح حضرت فاطمہ بنت حسین نے اہل کوفہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے اہل کوفہ! اے اہل مکر و فریب! خدا نے ہم اہل بیت کی تمہاے ذریعہ سے آزمائش کی اور تمہارا امتحان ہمارے وسیلہ سے لیا۔ خدا نے ہمیں اس امتحان میں کامیاب کیا۔۔۔۔ تم نے ہمیں جھٹلایا اور ہماری تکفیر کی، ہمارا خون بہانا مباح سمجھا اور ہمارے ساتھ جنگ کرنا حلال اور ہمارے مال و اسباب کو لوٹنا جائز سمجھا، گویا ہم اسیر ان ترک و کابل تھے! چنانچہ کل ہمارے جد بزرگوار (حضرت علی) کو قتل کیا اور ابھی تک ہمارا خون تمہاری دیرینہ دشمنی کی وجہ سے تمہاری تلوار سے ٹپک رہا ہے اور تم نے خدا پر الزام لگایا اور دھوکہ و فریب دیا جس سے تمہاری آنکھیں اور دل ٹھنڈے ہوئے، لیکن خداوند متعال فریب دینے والوں سے بہترین انتقام لینے والا ہے۔۔۔۔ خدا کی قسم! تمھارے دل قساوت سے آلودہ ہو چکے ہیں۔ تمہارے جگر پتھر بن چکے ہیں، تمہارے دل علم و دانش سے بے بہرہ ہو چکے ہیں، تمہاری آنکھیں اندھی اور کان بہرے ہو چکے ہیں۔ اے اہل کوفہ! شیطان نے تمہیں فریب دیا اور تمہیں صراط مستقیم سے منحرف کیا اور اس طرح جہالت کا پردہ تمہاری آنکھوں پر ڈال دیا کہ پھر کبھی ہدایت نہ پاسکو گے۔"(۱۴)

اسی طرح جناب اُم کلثوم نے اہل کوفہ سے مخاطب ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اے اہل کوفہ! وائے ہو تم پر، کیوں حسین کی توہین کی اور انہیں قتل کیا اور ان کے مال واسباب کو برباد کیا اور ان کی مستورات کو قیدی بنایا، اس کے باوجود اس پر رو رہے ہو، وائے ہو تم پر، ہلاکت اور بدبختی تمہیں آ لے۔"(۱۵)

جب امام علی بن حسین نے اہل کوفہ کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا تو اہل کوفہ کو وقتی طور پر اپنی غلطیوں کا احساس ہوا چنانچہ انہوں نے یک زبان ہو کر کہا:

"اے فرزند پیغمبر! ہم ہمہ تن گوش آپ کے ہر فرمان کے مطیع ہیں اور آپ سے عہد و پیمان کے پابند ہیں اور ہر گز کبھی بھی آپ سے روگردانی نہیں کریں گے اور جو بھی حکم کریں اطاعت کریں گے اور ہماری ہر اس شخص سے جنگ ہو گی جو آپ سے جنگ کرے گا اور جو آپ سے صلح کرے گا ہماری اس سے صلح ہو گی اور یہاں تک کہ یزید سے انتقام لیں گے اور جن لوگوں نے آپ پر ظلم کیا ہے ان سے بیزاری اختیار کریں گے۔"

لیکن امام سجاد نے اہل کوفہ کو ان کی مشہورِ زمانہ بے وفائی یاد دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''ہیہات، ہیہات! اے غدارو! اے مکارو! تمہاری فطرت میں مکر وفریب کے سوا کچھ نہیں۔ کیا تم پھر چاہتے ہو کہ جو ظلم ہمارے بزرگوار کے ساتھ کیا اس ظلم کو میرے ساتھ کرو۔۔۔۔ میں تم سے یہی چاہتا ہوں کہ نہ تم میری مدد کرو اور نہ ہمارے ساتھ جنگ کرو۔''(۱۶)

چونکہ کربلا کی جنگ کوفہ کے قریب ہوئی تھی اور کوفہ و کربلا عراق میں واقع ہیں لہٰذا امام حسین کی شہادت اہل عراق کے لئے ننگ و عار کا باعث بن گئی۔ چنانچہ جب حضرت عبداللہ بن عمر سے اہل عراق کے ایک شخص نے دریافت کیا کہ حالت احرام میں مچھر مار نا جائز ہے یا نہیں؟ تو اس پر انہوں نے کہا: اہل عراق کو دیکھو یہ مچھر کے خون کے متعلق استفسار کرتے ہیں حالانکہ ان ہی لوگوں نے پیغمبر خدا کے نواسے کا خون بے دریغ بہادیا باوجودیکہ پیغمبر خدا نے حسن و حسین کے متعلق فرمایا تھا کہ یہ دونوں کائنات عالم میں میرے دو گلدستے ہیں۔(۱۷)

اہل کوفہ کے بارے میں کہے گئے یہ تمام جملے اس بات کی طرف نشاندہی کرتے ہیں کہ انہوں نے پکے وعدے کرنے کے بعد جو وعدہ خلافیاں کیں وہ اس بات کا سبب قرار پائیں کہ انہیں بے وفا، دغاباز اور دھوکہ دینے والے کہا گیا اور ''الکوفی لایوفی''یعنی ''کوفی وفا نہیں کرتا''کی ضرب المثل عام ہوگئی۔ البتہ اہل کوفہ کا ایک روشن پہلو بھی ہے جس کے سبب شہر کوفہ انقلابی تحریکوں کا مرکز قرار پایا۔

کوفے کی تاریخ کا جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہاں عاشقان علی کا ایک ایسا ممتاز گروہ ہمیشہ مختلف زمانوں میں موجود رہا کہ جس نے اپنے زمانے کے ظالم و جابر حکمران کے خلاف قیام کیا اور اگرچہ قلت اصحاب کے پیش نظر یہ گروہ مادی طور پر ناکامی کا شکار ہوا لیکن اس نے زمانے کی تاریخ میں اپنے لئے جگہ ضرور بنائی اور ایک خاص درجہ حاصل کیا جو زمانے میں پائے جانے والے دوسرے گروہوں سے ممتاز حیثیت و اہمیت کا حامل تھا۔ اس کی وجہ اس گروہ میں پائی جانے والی وہ انقلابی روح تھی کہ جس نے مادی وسائل کی کمیابی کے باوجود ذہنوں کو گرمانے اور جوش وولولہ پیدا کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ یہ انقلابی روح دراصل عشق علی سے آراستہ تھی۔

شیعیان کوفہ کے اسی مبارز گروہ کی موجودگی کی وجہ سے حکومتیں دوسرے شہروں کی بہ نسبت اس شہر میں اپنے پست ترین اور بدترین گورنروں کو مسلط کرتی تھیں جو لوگوں کے درمیان زہریلا پروپگنڈہ کرکے، انہیں مختلف حوالوں سے لالچ یا دھمکیاں دے کر یا انتہائی ظالمانہ طریقے سے قتل کرکے اپنے مذموم مقاصد حاصل کرتے تھے تاکہ وہاں کے عام لوگ ان ہتھکنڈوں سے متاثر ہو کر لالچ، پستی، غداری اور دھوکہ دہی کی طرف قدم بڑھائیں۔ یہی وجہ تھی کہ اہل کوفہ کے ہاتھوں ایسے ناشائستہ اعمال انجام پائے کہ جن کے سبب ان کو تاریخ میں غداری و مکاری کے حوالے سے شہرت دی گئی۔ مختلف ادوار میں شہر کوفہ میں حکومتوں کی طرف سے جن

گورنروں کو نامزد کیا گیا ان میں ولید بن عقبہ، مغیرہ بن شعبہ، زیاد بن ابیہ، نعمان بن بشیر، عبیداللہ بن زیاد، عبداللہ بن مطیع اور حجاج بن یوسف وہ مشہور و معروف افراد ہیں کہ جنہوں نے اہل کوفہ کو مسلسل خوف و وحشت میں مبتلا رکھا اور دھوکہ دہی اور بے وفائی کو رواج دیا چنانچہ ان ہی اسباب کی بدولت شیعیان علی کا بے دریغ خون بہایا گیا۔

ہماری تحقیق کے مطابق شہر کوفہ میں موجود شیعیان علی کے گروہ نے انقلابی تحریکوں میں اہم کردار ادا کیا۔ان کی عسکری و فکری تربیت حضرت علی نے خود کی تھی۔چنانچہ حضرت علی نے جن اشخاص کے ذریعے جنگ جمل، نہروان اور صفین میں کامیابیاں حاصل کی تھیں ان میں سے بیشتر کا تعلق شہر کوفہ سے تھا لیکن امیر معاویہ کے اقتدار میں آنے کے نتیجہ میں اس گروہ سے تعلق رکھنے والے بیشتر اشخاص کو زیاد بن ابیہ نے شہر کوفہ پر گورنر نامزد ہونے کے بعد مختلف حربے استعمال کر کے کمزور کر دیا تھا۔چنانچہ بعض کو دھمکیاں دی گئیں، قید کر دیا گیا، جلاوطن کیا گیا اور بعض کو قتل کر دیا گیا۔

ہم اس انقلابی گروہ سے تعلق رکھنے والے بعض اشخاص کا تعارف کراتے ہیں کہ جو خاص شہر کوفہ سے تعلق رکھتے تھے اور جن کے سبب شہر کوفہ کو انقلابی تحریکوں کا مرکز قرار دیا جا سکتا ہے۔اس گروہ میں حجر بن عدی، عمرو بن حمق خزاعی، رشید ہجری، جویریہ بن مسہر عبدی خاص طور پر شامل ہیں جو حضرت علی سے عشق رکھنے کے نتیجہ میں قتل کیے گئے اور ان افراد کو زیاد بن ابیہ نے قتل کیا۔

امام حسین کے ساتھ جن اشخاص نے کربلا کے میدان میں جام شہادت نوش کیا ان میں سے زیادہ تر کا تعلق اہل کوفہ ہی سے تھا۔ انہوں نے اظہار حق، شجاعت اور وفاداری کی ایسی اعلیٰ مثال قائم کی کہ ان پر خود امام حسین نے فخر کیا اور شب عاشور خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

فانی لا أعلم أصحابا أصلح منکم۔

''میں نے اپنے اصحاب سے بہتر اصحاب کہیں نہیں دیکھے۔''(۱۸)

اسی طرح حضرت امام حسین نے جناب زینب سے اپنے اصحاب کے بارے میں فرمایا:

واللہ لقد بلوتھم، فما وجدت فیھم الا الأشوس الأقعس، یستأنسون بالمنیة دونی استئناس الطفل الی محالب أمه۔

''خدا کی قسم میں نے انہیں آزمالیا ہے۔یہ سب شجاع اور ثابت قدم ہیں۔یہ لوگ میرے ہمراہ مارے جانے کے ایسے ہی مشتاق ہیں جیسے کوئی بچہ اپنی ماں کے دودھ کا مشتاق ہوتا ہے۔''(۱۹)

اہل کوفہ میں سے جو آپ کے مخلص شیعہ تھے باوجود تمام تر پابندیوں کے جو ابن زیاد نے اہل کوفہ پر لگا دی تھیں امام حسین کے لشکر میں شامل ہو گئے۔یہی ان شیعیان کوفہ کی وفاداری کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔یہ ان اہل کوفہ سے بہت مختلف تھے جو امام حسین کو خطوط لکھنے کے

باوجود ان کا ساتھ کسی بھی وجہ سے نہ دے سکے۔اب ہم یہاں ان اشخاص کے نام بیان کر رہے ہیں کہ جن کا تعلق اہل کوفہ سے تھا اور جنہوں نے امام حسین کی ہمراہی میں کربلا میں جنگ لڑی اور شہادت کے عظیم مرتبے پر فائز ہوئے۔

عبداللہ بن عمیر کلبی۔ حر بن یزید ریاحی۔ مسلم بن عوسجہ اسدی۔ بریر بن خضیر ہمدانی۔ عمر بن خالد۔ سعد مولی عمر بن خالد۔ مجمع بن عبداللہ۔ عائذ بن مجمع۔ جنادہ بن حارث سلمانی۔ جندب بن حجیر کندی خولانی۔ یزید بن زیاد بن مہاصر ابوالشعثاء کندی بہدلی۔ امیہ بن سعد بن زید طائی۔ جابر بن حجاج تیمی۔ جبلتہ بن علی شیبانی۔ جوین بن مالک بن قیس بن ثعلبہ تیمی۔ حارث بن امراء القیس بن عابس کندی۔ حباب بن عامر بن کعب تیمی۔ حلاس بن عمرو ازدی۔ نعمان بن عمرو ازدی۔ ضرغامہ بن مالک تغلبی۔ عبدالرحمن بن عبداللہ بن کدن ارجی۔ مسعود بن حجاج تیمی۔ عبدالرحمن بن مسعود۔ عبداللہ بن بشر خثعمی۔ عمرو بن ضبیعۃ بن قیس بن ثعلبہ ضبعی تیمی۔ قاسط بن زہیر بن حارث تغلبی۔ مسقط بن زہیر بن حارث تغلبی۔ کردوس بن زہیر بن حارث تغلبی۔ قاسم بن حبیب بن ابی بشر ازدی۔ کنانہ بن عتیق تغلبی۔ مسلم بن کثیر صدفی ازدی۔ نعیم بن عجلان انصاری۔ بکر بن حی تیمی۔ حبیب بن مظاہر اسدی۔ ابو ثمامہ صائدی۔ سعید بن عبداللہ حنفی۔ زہیر بن قیس بن قیس بجلی۔ سلمان بن مضارب بن قیس البجلی۔ عمرو بن قرظتہ بن کعب انصاری۔ نافع بن ہلال۔ شوذب بن عبداللہ۔ عابس بن ابی شبیب شاکری۔ عبداللہ بن عروہ بن حراق غفاری۔ عبدالرحمن بن عروہ بن حراق غفاری۔ حنظلہ بن اسعد شبامی۔ حجاج بن مسروق جعفی۔ سالم بن عمرو بن عبداللہ مولی بنی المدینتہ الکلبی۔ عمرو بن جندب حضرمی۔ بشر بن عمرو بن الاحدوث الحضرمی الکندی۔

ان شہدائے کربلا کی فہرست سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر امام حسین کے ہمراہ شہید ہونے والے ساتھیوں کی تعداد کو بہتر (۷۲) مان لیا جائے تو یہ ماننا پڑے گا کہ شہدائے کربلا میں نصف سے زیادہ افراد کا تعلق شہر کوفہ ہی سے تھا۔ان اصحاب باوفا نے امام حسین کے ہمراہ لشکر یزید کے خلاف جنگ کر کے رہتی دنیا تک اہل دنیا کے لئے وفاداری کی اعلیٰ ترین مثال قائم کر دی۔

امام حسین، ان کے خاندان اور اصحاب وانصار کی شہادت کا اثر اہل کوفہ پر پڑا اور حکومت یزید کے خلاف انقلاب کے آثار اسی وقت سے نظر آنا شروع ہو گئے جب امام حسین کے اہل حرم قیدیوں کی صورت میں کوفہ کے بازاروں میں تشہیر کرائے گئے۔امام سجاد، جناب زینب اور جناب ام کلثوم کے خطبوں نے اہل کوفہ کے دلوں کو شدید متاثر کیا۔ چنانچہ جب عبیداللہ بن زیاد کے دربار میں اہل حرم آئے اور عبیداللہ ابن زیاد نے منبر پر چڑھ کر حضرت امام حسین اور ان کے والد بزرگوار حضرت علی کو کاذب ابن کاذب کہا تو اہل کوفہ میں سے عبداللہ بن عفیف نے اسے ٹوکا۔ جس پر ان کو ابن زیاد کے حکم سے دربار ہی میں گرفتار کیا گیا تو قبیلہ ازد کے لوگوں نے انہیں سپاہیوں کے محاصرے سے چھڑایا لیکن ابن زیاد نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ انہیں گرفتار کر کے لایا جائے۔اس پر قبیلہ ازد اور یمن کے قبائل نے مل کر ان کا مقابلہ کیا

لیکن عبداللہ بن عفیف شجاعانہ جنگ کے باوجود گرفتار کر لیے گئے اور ابن زیاد کے حکم سے انہیں قتل کر دیا گیا اور ان کا بدن اطہر کوفہ کی ایک گلی میں لٹکا دیا گیا۔(۲۰)

اہل کوفہ میں جن لوگوں نے امام حسین کو خطوط لکھ کر بلایا تھا ان میں احساس ندامت پیدا ہوا اور ایک جماعت حکومت وقت کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی، جن کی سربراہی سلیمان بن صرد خزاعی کر رہے تھے۔ان کے ساتھ کوفہ کی اہم شخصیات میں مسیب ابن نجبہ فنزاری، عبداللہ بن سعد بن نفیل ازدی، عبداللہ بن وال تیمی، رفاعہ بن شداد بجلی شامل ہو گئے اور انہوں نے سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر اجتماع کیا۔ (۲۱)اہل کوفہ کے ان ہی لوگوں نے واقعہ کربلا کے بعد امام حسین کی مدد نہ کر سکنے کے جرم کی تلافی کرنے کی غرض سے توبہ کرنے کے لئے قاتلان امام حسین کے خلاف قیام کیا اور تاریخ میں ''توابین'' کے نام سے مشہور ہوئے۔

توابین کی جماعت نے اگرچہ قاتلان امام حسین سے انتقام لینے کی غرض سے قیام کیا تھا لیکن وہ تعداد کی قلت کے سبب زیادہ کامیابی حاصل نہ کر سکے لیکن شہر کوفہ ہی سے مختار بن ابی عبیدہ ثقفی نے منظم انداز میں قاتلان حضرت امام حسین کا پیچھا کیا۔انہوں نے '' یا لثأرات الحسین بن علی۔ حسین ابن علی کے مطالبہ خون کے لئے دوڑو۔''(۲۲) کے نعرے سے اپنی تحریک کا آغاز کیا اور شہر کوفہ میں اپنی حکومت کی قلیل مدت میں تقریباً ان تمام افراد کو قتل کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ جو قاتلین امام حسین میں شامل تھے۔(۲۳) عبدالملک بن مروان کے زمانے میں حجاج بن یوسف کو کوفہ کا گورنر نامزد کیا گیا۔اس نے اہل کوفہ میں شیعیان علی میں سے جن خاص افراد کو شہید کیا ان میں حضرت قنبر، حضرت کمیل بن زیاد اور حضرت سعید بن جبیر شامل ہیں۔

حضرت زید بن علی نے شہر کوفہ ہی سے بنو مروان کی حکومت کے خلاف قیام کیا۔(۲۴) یہ وہ زمانہ تھا جب ہشام بن عبدالملک کی حکومت تھی۔کوفہ کے پندرہ ہزار افراد نے جناب زید کی بیعت کی تھی جبکہ اس تعداد میں ان کے وہ حامی شامل نہیں تھے کہ جن کا تعلق مدائن، واسط، موصل، خراسان، رے اور جرجان سے تھا۔(۲۵)بنو مروان نے ان کی شہادت پر ہی اکتفا نہیں کیا، بلکہ ان کی لاش کی بھی بے حرمتی کی۔

اہل کوفہ نے اگرچہ غداری اور دھوکہ بازی میں تاریخ میں اپنی شناخت بنائی لیکن ان ہی اہل کوفہ میں ایسے اشخاص بھی تھے جنہوں نے تاریخ میں اپنے انمٹ نشانات چھوڑے اور اگرچہ اس گروہ کے افراد ہر دور میں نہایت قلیل تعداد میں رہے لیکن یہی وہ اشخاص تھے جو صحیح معنوں میں شیعیان علی کہلائے اور جن کی وجہ سے ہر دور کے ظالم و جابر حکمرانوں نے اہل کوفہ کے اسی گروہ سے نمٹنے کے لئے اپنے سفاک گورنر شہر کوفہ میں نامزد کیے۔اہل کوفہ کے غدارانہ رویے کے باوجود امیر المؤمنین حضرت علی، امام حسن اور امام حسین نے شہر کوفہ ہی کا رخ کیا اور ان کو جاں نثار افراد اور باوفا ساتھی اسی شہر سے میسر آئے۔اسکے علاوہ اپنے وقت کی ظالم و جابر حکومتوں سے

ٹکرانے کے لئے سلیمان بن صرد خزاعی، جناب مختار اور حضرت زید بن علی نے اپنی تحریکوں کا مرکز شہر کوفہ ہی کو قرار دیا۔ بعض احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب امام مہدی پوری دنیامیں ایک عالمی حکومت قائم کرنے کے لئے اپنی انقلابی تحریک کاآغاز خانہ کعبہ سے کریں گے توانقلاب لانے کے بعد شہر کوفہ کواپنادار الخلافہ قرار دیں گے اور ان کی فعالیت اور فرمانروائی کا مرکز یہی شہر کوفہ قرار پائے گا۔(۲۶) چنانچہ جس طرح حضرت علی کے زمانے میں کوفہ انقلاب کا مرکز تھا،امام مہدی کے زمانے میں بھی یہی شہر کوفہ انقلاب کا مرکز قرار پائے گا۔اس طرح شہر کوفہ کو انقلابی تحریکوں کا مرکز قرار دیا جاسکتا ہے۔بعض احادیث ایسی بھی ملتی ہیں کہ مکہ اور مدینہ کو حرم اللہ، حرم رسول خدااور حرم علی کہنے کے ساتھ ساتھ کوفہ کو بھی حرم اللہ حرم رسول خدااور حرم علی کہا گیاہے۔(۲۷) چنانچہ اس شہر کو کوفے کے غداروں اور مکر وفریب کرنے والوں سے منسوب کرنے کے بجائے امیر المومنین حضرت علی سے منسوب کرنازیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے لہٰذااس شہر کو شہر کوفۃالعلویۃ کہناچاہئے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ یعقوبی،أحمد بن أبي یعقوب بن جعفر،تاریخ الیعقوبی،دار صادر-بیروت-لبنان،ج۲-ص۱۹۵۔

۲۔ ایضاً،ج۲-ص۱۹۶۔

۳۔ طبری،ابن جریر،تاریخ الطبری،مؤسسۃالأعلمی للمطبوعات-بیروت-لبنان،ج۴-ص۲۸۸۔

۴۔ ایضاً،ج۴-ص۲۸۹۔

۵۔ مجلسی، باقر،بحار الأنوار،الثانیۃ المصححۃ،۱۴۰۳ -۱۹۸۳م،مؤسسۃ الوفاء - بیروت - لبنان،دار احیاء التراث العربی، ج ۴۴ - ص ۳۶۴۔

۶۔ ابن الأثیر،الکامل فی التاریخ،دار صادر-بیروت،۱۳۸۶-۱۹۶۶م،ج۴،ص۴۰۔

۷۔ ایضاً،ج۴-ص۴۰۔

۸۔ طبری،تاریخ الطبری،ج۴-ص۳۰۳۔

۹۔ ایضاً،ج۴-ص۳۰۴-۳۰۵۔

۱۰۔ مفید، محمد بن محمد بن نعمان،الارشاد،مؤسسة آل البیت علیهم السلام،لتحقیق التراث، الثانیۃ، ۱۴۱۴ -۱۹۹۳م،دار المفید للطباعۃ والنشر والتوزیع-بیروت-لبنان،ج۲-ص۹۸۔

۱۱۔ البحرانی،الشیخ عبداللہ،الامام الحسین (ع)، مدرسۃالامام المهدی،الأولی المحققۃ،۱۴۰۷-۱۳۶۵ش،أمیر- قم،ص ۲۵۲- ۲۵۳۔

۱۲۔ ابن شهرآشوب،مناقب آل أبی طالب،۱۳۷۶-۱۹۵۶م،مطبعۃالحیدریۃ-النجف الأشرف،ج۳-ص۲۳۳۔

۱۳۔ ابن طاوو س، سید، **اللهوف فی قتلی الطفوف**، الأولی، ۱۴۱۷، مہر، أنوار الهدی- قم- ایران، ص۸۶-۸۹۔

۱۴۔ ایضاً، ص۸۹۔۹۰۔

۱۵۔ ایضاً، ص۹۱۔

۱۶۔ ایضاً، ص۹۲۔۹۳۔

۱۷۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، ۱۴۰۱-۱۹۸۱م، دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، طبعة بالأوفست عن طبعة دار الطباعة العامرة باستانبول، ج۴-ص۲۱۷۔

۱۸۔ ابن طاوو س، **اللهوف**، ص۵۵۔

۱۹۔ یعقوب، أحمد حسین، **کربلاء الثورة والمأساة**، الأولی، ۱۴۱۸-۱۹۹۷م، الغدیر للطباعة والنشر والتوزیع-بیروت-لبنان، ص۲۹۹۔

۲۰۔ ابن طاوو س، **اللهوف**، ص۹۸۔

۲۱۔ طبری، **تاریخ الطبری**، ج۴-ص۳۲۶۔

۲۲۔ ابن أعثم، أحمد الکوفی، **کتاب الفتوح**، الأولی، ۱۴۱۱، دار الأضواء للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت-لبنان، ج۶-ص۲۳۴۔

۲۳۔ یعقوبی، **تاریخ الیعقوبی**، ج۲-ص۲۵۹۔

۲۴۔ دینوری، **الأخبار الطوال**، تحقیق: عبد المنعم عامر/ مراجعة: الدکتور جمال الدین الشیال، الأولی، ۱۹۶۰، دار احیاء الکتب العربی-عیسی البابی الحلبی وشرکاہ/ منشورات شریف الرضی، الطبعة الأولی ۱۹۶۰، القاهرة، ص۳۴۴۔

۲۵۔ اصفہانی، أبو الفرج، **مقاتل الطالبیین**، تقدیم واشراف: کاظم المظفر، الثانیة، ۱۳۸۵ - ۱۹۶۵م، منشورات المکتبة الحیدریة ومطبعتها- النجف الأشرف، مؤسسة دار الکتاب للطباعة والنشر-قم-ایران، ص۹۱-۹۲۔

۲۶۔ مجلسی، بحار الأنوار، ج۵۲ - ص۳۱۷۔

۲۷۔ کلینی، محمد بن یعقوب، **الکافی**، تصحیح وتعلیق: علی أکبر الغفاری، الثالثة، ۱۳۶۷ ش، حیدری، دار الکتب الاسلامیة- طهران۔ ج۴- ص۵۸۶۔